مولانا محمد یوسف کوکن عمری

خواتین اور مساجد

مدراس کے مسلم زنانہ کالج میں عورتوں کے لیے مسجد کی تعمیر ایک قابل تعریف اقدام ہے لیکن بعض تنگ نظر اور شورش پسند لوگوں نے اس کے خلاف ایک ہنگامہ برپا کر دیا اور مساجد میں عورتوں کے نماز پڑھنے اور امامت کرنے کو ناجائز قرار دیا۔ مولانا محمد یوسف صاحب نے جو جنوبی ہند کے اکابر علما میں سے ہیں اس واقعہ سے متاثر ہو کر ایک مقالہ لکھا ہے جس میں اس موضوع پر مفصل اور بصیرت افروز بحث کی گئی ہے۔ یہ مقالہ ماہ نامہ "برہان" دہلی میں شائع ہوا ہے اور ہم اس کے چند اقتباسات معاصر مذکور کے شکریہ کے ساتھ شائع کرتے ہیں۔

عورتوں کو بھی نماز کی تاکید کی گئی ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے انبیا کی طرح ابتدائے بعثت ہی سے نماز کا بڑا اہتمام کرتے تھے۔ فرض نمازوں کے علاوہ نفل نمازیں اتنی پڑھا کرتے تھے کہ بسا اوقات آپؐ کے پیروں پر زیادہ کھڑے رہنے کی وجہ سے ورم آجاتا تھا۔ آپؐ کو حکم دیا گیا تھا کہ اپنی بیویوں کو نماز کی تاکید کریں۔ قرآن مجید میں ہے:

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْــَٔــلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ○ (طٰه ۱۳۲)

"(اے نبی) اپنے اہل وعیال کو نماز کا حکم کیجیے اور خود بھی اس کے پابند رہیے۔ ہم آپ سے روزی کمانا نہیں چاہتے، روزی تو ہم دیں گے۔ اور بہترین انجام پرہیزگاری کا ہے۔"

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ○ (احزاب ۳۳)

"اے نبی کی بیویو! نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، بے شک اللہ تم سے اے اہل بیت! پلیدی کو دُور کرنا چاہتا ہے اور تم کو پوری طرح پاک کرنا چاہتا ہے۔"

ایک دوسری جگہ نبی کی بیویوں کو صاف حکم دیا گیا ہے:

نبیؐ کی بیویاں اُمّتِ مسلمہ کی مائیں ہیں، اُن کا ہر ایک فعل امّتِ مسلمہ کے لیے شمع ہدایت کا درجہ رکھتا ہے اس لیے ہم مسلمانوں کا یکّا عقیدہ ہے کہ اسلام کے تمام بنیادی احکام جس قدر مَردوں کے لیے واجب التعمیل ہیں اسی طرح عورتوں کے لیے بھی واجب العمل ہیں۔ بلکہ حدیثوں میں ہے کہ بچّے اگر سات برس کے ہو جائیں تو اُن کو نماز کی تاکید کریں اور اگر اس سلسلہ میں ان کو تنبیہ کرنے کی ضرورت پیش آئے تو تنبیہ کرنے سے دریغ نہ کریں۔

احکامِ اسلام کی پیروی میں عورت اور مرد کا ایک درجہ ہے

"قرآن مجید" سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ احکام اسلام کے انجام دینے اور اُن کی پیروی کرنے میں عورت اور مرد کی یکساں ذمہ داریاں ہیں۔ قرآن مجید میں ان دونوں کے اوصافِ حسنہ گنائے گئے ہیں، اور دونوں کو ایک ہی حیثیت دی گئی ہے۔ سورۂ احزاب میں ہے:

"اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ○ (الاحزاب ۳۵)

"بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور عبادت گزار مرد اور عبادت گزار عورتیں اور سچّے مرد اور سچّی عورتیں اور صبر والے مرد اور صبر والی عورتیں اور ڈرنے والے مرد اور ڈرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والی عورتیں۔ اللہ نے ان کے لیے بہت بڑی بخشش اور ثواب تیار کر رکھا ہے۔"

اسلام، ایمان، عبادت، سچائی، صبر و تحمل، خشوع و خضوع، صدقہ و خیرات، روزہ، شرمگاہوں کی حفاظت، ذکرِ الٰہی، ان میں سے کوئی وصف بھی ایسا نہیں ہے جس میں مرد کو عورت پر فضیلت دی گئی ہو۔ اسی طرح اللہ اور اس کے رسُول کی مخالفت سے جس طرح مَردوں کو ڈرایا گیا ہے اسی طرح عورتوں کو بھی ڈرایا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ٥

"اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کے لیے یہ حق نہیں ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کر دے تو ان کو اپنا حکم چلانے کا اختیار حاصل ہو اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو گا۔"

عورتوں کی جماعت میں شرکت

عورتوں کی فطری کمزوریوں کی بنا پر اگرچہ آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنے گھر پر رہ کر نماز پڑھنے کی رخصت دے دی تھی تاہم آپؐ کے زمانے میں کثرت کے ساتھ عورتیں جماعت میں شریک ہوا کرتی تھیں اور پیچھے کی صف میں کھڑی ہوتی تھیں۔ ان کے ساتھ ان کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی شریک ہوتے تھے۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں:

لقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الفجر فیشہد معہ نساء من المومنات متلفعات فی مروطہن ما یعرفہن احد (تجرید البخاری جلد اول ۱۰۷)

"بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے آپؐ کے ساتھ مومن عورتیں بھی حاضر ہوتی تھیں، وہ اپنی چادروں میں لپٹی واپس ہوتی تھیں، کوئی ان کو پہچانتا نہیں تھا۔"

یعنی ابھی اندھیرا ہوتا تھا کہ آپؐ نماز ختم فرماتے تھے اس اندھیرے کی وجہ سے ان عورتوں کو کوئی نہ پہچان سکتا تھا۔ صحیح مسلم کی روایت ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الصبح فینصرف النساء متلفعات بمروطہن ما یعرفن من الغلس۔ (صحیح مسلم کتاب المساجد)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے تھے۔ پس عورتیں چادریں اوڑھی ہوئی واپس ہوتی تھیں اندھیرے کی وجہ سے وہ پہچانی نہیں جا سکتی تھیں۔"

یہ عورتیں صرف فرض نمازوں ہی میں شریک نہیں ہوتی تھیں، بلکہ سورج یا چاند گرہن کے موقع پر بھی جماعت میں شریک ہو جاتی تھیں، چنانچہ صحیح مسلم باب الصلوٰۃ الکسوف میں حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن ہوا۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے، مَیں بھی قضائے حاجت کے بعد نماز میں شریک ہوئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت طویل قیام کیا، اتنا کہ مجھ سے کھڑا نہ رہا جا سکا، مَیں نے بیٹھ جانے کا ارادہ کیا، لیکن پھر دیکھا کہ ایک بڑھیا جو مجھ سے کمزور اور ضعیف تھی نماز میں شریک ہے، اس کو دیکھ کر میری ہمت بڑھ گئی اور مَیں نے نماز پوری کی۔

حضرت عائشہؓ بھی جماعت کے ساتھ اس نماز میں شریک تھیں، جب حضرت اسماءؓ نے ان سے نماز کی وجہ دریافت کی تو انھوں نے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور سمجھایا کہ سورج گرہن کی وجہ سے یہ نماز ہو رہی ہے۔

نماز میں بچّوں کے رونے کی آواز آتی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو مختصر کر دیا کرتے تھے تاکہ عورتوں کے دلی اطمینان میں کوئی فرق نہ آئے۔ صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک کی روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی حالت میں کسی بچّہ کو روتا ہوا سنتے تو نماز کو مختصر کر دیتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتوں کا جماعت میں شریک ہوکر آپؐ کے پیچھے نماز پڑھنا ایک مسلّمہ امر ہے جس سے انکار کرنے کی کسی کو جرأت نہیں ہو سکتی، یہ دستور اب تک چلا جا رہا ہے چنانچہ آج بھی بے شمار عورتیں مسجدِ حرام اور مسجد نبویؐ میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتی ہیں اور کوئی ان کو اس سے روک نہیں سکتا۔

جماعت میں شرکت کی ترغیب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اپنے پیچھے عورتوں کو نماز پڑھنے کی اجازت دی، بلکہ مردوں کو عورتوں کے مسجدوں میں آنے سے روکنے سے بھی منع فرمایا۔ امام مسلمؒ نے اپنی کتاب میں عورتوں کے مسجدوں میں جانے سے متعلق ایک مستقل باب باندھا ہے اور اس میں کئی حدیثیں پیش کی ہیں۔ ایک مرتبہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

اذا استاذنت امرأة احدکم إلی المسجد فلا یمنعها۔

"جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد کو جانے کی اجازت چاہے تو اس کو چاہیے کہ اسے نہ روکے"۔

دوسری مرتبہ آپؐ نے فرمایا:

لاتمنعوا اماء اللّٰہ مساجد

"اللّٰہ کی لونڈیوں کو مسجدوں سے مت روکو۔"

اور ایک مرتبہ فرمایا:

لا تمنعوا النساء من الخروج باللیل الی المساجد

"عورتوں کو رات میں مسجدوں کی طرف جانے سے مت روکو۔"

اور ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

لا تمنعوا النساء حظوظھن من المساجد اذا استأذنکم (مشکوٰۃ)

"عورتوں کو ان کے مسجدوں کے حقوق سے جبکہ وہ تم سے اجازت طلب کرتی ہیں مت روکو۔"

یہاں "حظوظھن من المساجد" (ان کے مسجدوں کے حقوق) کا فقرہ بہت ہی قابلِ غور ہے۔ اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ مسجدوں میں جاکر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا عورتوں کا طبعی اور فطری حق ہے۔ اگر وہ خود ہی اس حق سے دستبردار ہوتی ہیں تو ان کے لیے جائز ہے مگر کوئی دوسرا ان کو اس حق کے چھوڑنے پر مجبور نہیں کرسکتا۔

اس طبعی حق سے دستبردار ہونے سے انکار

اسلامی تاریخ میں بعض شہادتیں ایسی بھی ملتی ہیں کہ بعض مردوں نے اپنی فطری غیرت کی بناء پر اپنی عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع کرنا چاہا تو ان کی عورتوں نے اس حق سے دستبردار ہونے سے بالکل انکار کردیا مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی چچازاد بہن عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل سے ان کے پہلے شوہر عبداللہ بن ابی بکر کے مرنے کے بعد ۱۱ھ میں شادی کرلی تھی، وہ بہت خوب صورت تھیں، ہمیشہ مسجد نبوی میں حاضر ہوکر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتی تھیں، حضرت عمرؓ نے ایک دن ان سے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم گھر ہی پر رہ کر نماز پڑھو، حضرت عاتکہؓ نے کہا آپ صریح حکم دیجیے میں رک جاؤں گی، حضرت عمرؓ آنحضرتؐ کے صریح حکم کی خلاف ورزی نہیں کرسکتے تھے۔ انھوں نے کہا میں کوئی حکم نہیں دے سکتا، بلکہ یہ میری دلی خواہش ہے، حضرت عاتکہؓ نے کہا تو پھر میں جماعت کی نماز ترک نہیں کرسکتی، چنانچہ وہ آخر وقت تک جماعت کے ساتھ نماز پڑھتی رہیں۔ جس دن ابولؤلؤ نے حضرت عمر کو زہریلا خنجر مارا ہے اس وقت حضرت عاتکہؓ بھی حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز میں شریک تھیں۔

ایک دوسرا واقعہ خود حضرت عمرؓ کے فرزند حضرت عبداللہؓ کا ہے۔ انھوں نے ایک مرتبہ لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پیش کی، اور کہا اے لوگو! اللہ کی لونڈیوں کو مسجد میں آنے سے مت روکو، سامعین میں سے ان کے بیٹے بلال بھی تھے۔ انھوں نے جوش میں آ کر کہا واللہ لنمنعھن خدا کی قسم ہم ان کو ضرور روکیں گے، یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمر کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اور انھیں ایسی گالیاں دیں کہ اس سے پہلے انھوں نے کبھی نہیں دی تھیں، حضرت عبداللہؓ نے بہت ہی جھنجلا کر کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پیش کرتا ہوں اور تم اس کی مخالفت کرتے ہو، امام احمدؒ کی مسند میں ہے کہ اس بات پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے بیٹے بلال سے اتنا خفا ہوئے کہ مرتے دم تک ان سے کوئی بات چیت نہیں کی۔

اس سے صاف واضح ہے کہ عورتوں کو مسجد میں آنے سے کوئی روک نہیں سکتا، اگر وہ خود ہی رک جائیں تو یہ اور بات ہے۔

عورت کی امامت عورتوں کے لیے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں نہ صرف جماعت میں شریک ہوتی تھیں بلکہ آپؐ کی مجالسِ وعظ و نصیحت میں بھی شریک ہوتی تھیں اور آنحضرتؐ کی تعلیمات و ارشادات سے پورا استفادہ کرتی تھیں۔ آپؐ سے براہِ راست مسئلے مسائل دریافت کرتی تھیں اور پھر اپنی دوسری بہنوں اور سہیلیوں کو تعلیم دیتی تھیں۔ آنحضرتؐ کے زمانے میں کبھی اس بات کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ ان کے لیے علیحدہ جماعت اور مسجد قائم کی جائے۔ تاہم بعض مواقع ایسے بھی پیش آئے ہیں جبکہ عورتیں عورتوں کی امامت کر لیا کرتی تھیں، ام المومنین حضرت عائشہؓ نے مغرب کی نماز میں عورتوں کی امامت کی ہے اور بیچ میں کھڑے ہو کر جہر کے ساتھ قرأت کی ہے۔ انھوں نے نفل نمازوں میں بھی امامت کی ہے۔ اسی طرح ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے عصر کی نماز پڑھائی ہے اور عورتوں کی امامت کی ہے، اسی طرح رمضان کے مہینہ میں جماعت کے ساتھ عورتوں کی امامت کی ہے اور تراویح کی نماز پڑھائی ہے۔ حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ نے فتویٰ دے رکھا تھا کہ عورت نفل یعنی تراویح کی نماز پڑھا سکتی ہے اور بیچ میں کھڑے ہو کر ان کی امامت کر سکتی ہے۔ انھوں نے اپنی ایک بڑھی ہوئی لونڈی کو حکم دیا تھا کہ رمضان کے مہینے میں ان کی بیویوں کی امامت کرے۔ اصابہ میں ہے کہ ام ورقہ بنت عبداللہ الانصاری قرآن مجید کی حافظہ تھیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں عورتوں کا امام بنا دیا تھا۔ آپؐ کی اجازت سے انھوں نے اپنے گھر ہی پر مسجد بنالی تھی، جہاں وہ رمضان کے مہینے میں تراویح پڑھایا کرتی تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے تک وہ تراویح پڑھاتی رہیں۔ ام ورقہ کے پاس ایک غلام اور لونڈی تھی، ام ورقہ نے ان سے کہہ دیا تھا کہ تم میری موت کے بعد آزاد ہو، ان دونوں نے جلدی آزادی حاصل کرنے کی غرض سے ام ورقہ پر چادر ڈال کر ان کا گلا گھونٹ دیا تھا، جب اس صبح کو ان کے قرآن سنانے کی آواز سنائی نہیں دی تو حضرت عمرؓ نے ان کے متعلق دریافت کیا، پھر اندر جاکر دیکھا تو بیچاری چادر میں لپٹی مردہ پڑی تھیں حضرت عمرؓ نے غلام اور لونڈی کو گرفتار کیا اور بطور قصاص انھیں قتل کروا دیا۔

یہ تمام روایات اس بات کا کھلا ہوا ثبوت ہیں کہ عورتیں عورتوں کی امامت کر سکتی ہیں اور قرآن اس بلند آواز سے پڑھ سکتی ہیں کہ دوسرے مرد بھی اس کو سُن سکیں۔

لیکن زمانہ جیسا گذرتا گیا عورتیں گھروں ہی پر رہنے لگیں۔ مردوں نے اپنی مردانہ غیرت وحمیّت کے پیش نظر ان کو مجامع عام کی شرکت سے روکنا شروع کر دیا اور اس سلسلہ میں بعض ایسی حدیثیں پیش کی جانے لگیں جو محض بعض کی ذاتی رائے تھی۔ مثلاً صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ میں حضرت عائشہؓ کی بھتیجی عمرہ بنت عبدالرحمٰن کی یہ روایت کہ حضرت عائشہؓ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ مشاہدہ فرماتے کہ عورتوں نے کیسی کیسی نئی باتیں پیدا کر رکھی ہیں تو آپ ضرور ان کو مسجد میں آنے سے منع فرما دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا تھا۔

یہ درحقیقت حضرت عائشہ کا ایک ذاتی تاثر تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی دولت کی وجہ سے ان کے لباس اور وضع قطع میں پرانی سادگی باقی نہیں رہی تھی، عورتیں زیب وزینت کی طرف زیادہ مائل ہو چکی تھیں اور ایسا ہونا درحقیقت تمدن کی ترقی کا لازمی نتیجہ تھا، اسی کا خیال کر کے بعض علماء عورتوں کو مسجدوں اور مجامع عام سے روکنے پر آمادہ ہو گئے۔

پانچویں اور چھٹی صدی ہجری کے فقہاء نے اسی بنا پر عورتوں کی امامت کو مکروہ قرار دیا ہے اور یہی فتویٰ فقہ حنفی کی کتابوں میں نقل ہو گیا، چنانچہ آج تک اسی فتوے کی پیروی میں عورتوں کی امامت کو مکروہ قرار دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ابنِ حزم کی تنقید

جب پانچویں صدی ہجری میں عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے روکنے کا سوال پیدا ہوا، تو ابو محمد علی بن سعید بن حزم المتوفی ۴۵۶ھ نے ان حدیثوں پر سخت تنقید کی اور صاف لکھا ہے:

وقد اتفق جمیع اھل الارض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ لم یمنع النساء قط عن الصلوٰۃ معہ فی مسجدہ الی ان مات علیہ السلام ولا الخلفاء الراشدون بعدہ فصح انہ عمل غیر منسوخ۔ (المحلی الثالث ۱۳۸)

"تمام روئے زمین کے لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اپنی مسجد میں اپنے ساتھ نماز پڑھنے سے ہرگز نہیں روکا۔ آپؐ کی وفات تک یہی عمل رہا اور نہ آپ کے بعد خلفاء راشدین نے اس سے روکا، پس صحیح یہی ہے کہ یہ عمل غیر منسوخ ہے۔"

ابنِ حزم تو صاف لکھتے ہیں:

والآثار فی حضور النساء صلاۃ الجماعۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متواترۃ فی غایۃ الصحۃ لاینکر ذلک الا جاھل۔ (المحلی الثالث ۱۹۸)

"اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عورتوں کے نماز با جماعت میں حاضر ہونے کے متعلق اتنی متواتر اور حد درجہ صحیح حدیثیں ہیں کہ ان کا انکار صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو جاہل ہے۔"

ابنِ حزم نے عورت کی امامت، اذان اور اقامت کے مسئلے پر کئی جگہ بحث کی ہے انھوں نے بتایا ہے کہ صحابہ و تابعین کا فتویٰ اسی پر تھا کہ عورت عورتوں کی امامت کر سکتی ہے اور بیچ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھا سکتی ہے۔[۱]

ابن حزم نے یہاں تک لکھا ہے کہ عورتوں پر اذان اور اقامت واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ اذان اور اقامت کہنا چاہیں تو یہ بہتر ہی ہے:

ولا اذان علی النساء ولا اقامۃ فان اذنّ واقمن فحسن (المحلی الثالث ۱۲۹)

"عورتوں پر نہ تو اذان واجب ہے اور نہ اقامت، پس اگر وہ اذان اور اقامت کہیں تو یہ اچھا ہی ہے"

پھر فقہا کی تقلیدی رائے اور ان کے دلائل کی تردید کرتے ہوئے کہ عورتیں نہ تو فرض نماز میں

۱؎ (المحلی الثالث ۱۲۸)

اور نہ نوافل میں عورتوں کی امامت کر سکتی ہیں لکھتے ہیں:

وھٰذا قول لادلیل علی صحتہ وخلاف لطائفۃ من الصحابۃ، لایعلم لھم من الصحابۃ رضی اللہ عنھم مخالف وھم یشیعون ھذا اذا وافق تقلیدھم۔

" اور فقہاء کا یہ قول ایسا ہے کہ اس کی صحت پر کوئی دلیل نہیں ہے اور صحابہ کی ایک جماعت کے قول کے خلاف بھی ہے اور صحابہ کا یہ قول ایسا ہے کہ اس میں کسی صحابی کی مخالفت موجود نہیں ہے یہ لوگ اس قسم کی خبروں کو محض اس لیے شہرت دیتے ہیں کہ یہ ان کی تقلیدی رائے کے موافق ہے۔"

جب پانچویں صدی ہجری میں ہی یہ فتویٰ قابلِ قبول نہیں ہوسکا تو آج کی جدید ترقی یافتہ دنیا کیوں کر اس فتوے کو قبول کر سکتی ہے؟

اسلام میں حیثیتِ نسواں

از

محمد مظہر الدین صدیقی

اس کتاب میں حقوقِ نسواں، مساواتِ جنسی، ازدواجی زندگی، طلاق، تعدد ازدواج اور پردہ جیسے متعدد اہم مسائل پر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بحث کی گئی ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ اسلام کے دیے ہوئے حقوق کی بنا پر اسلامی معاشرے میں عورتوں کا کیا مرتبہ ہے۔

قیمت: ۳/۵۰ روپے

ملنے کا پتہ

سکریٹری ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور (پاکستان)

ماہنامہ
سلسبیل
لاہور

معاصرین کی نظر میں :

★ یہ رسالہ اس لحاظ سے غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے کہ اس نے روحانیت کی تربیت کا سامان بہم پہنچایا ہے

روزنامہ کوہستان لاہور

★ اس پاکیزہ صحیفہ کے اجرا کا مقصد انسانیت کا ارتقا، اور روحانی تعلیم و تربیت ہے اور موجودہ دور میں اس تعلیم و تربیت کی اشد ضرورت ہے۔

ہفت روزہ قندیل لاہور

انسانیت کے ارتقا ، روحانی تعلیم و تربیت ، تلاشِ حق

کے لیے

پاک و ہند میں اسلامی تصوّف، اتحادِ ملّت کے ترجمان

ماہنامہ "سلسبیل" لاہور

کا مطالعہ کیجیے

• آفسٹ کی دیدہ زیب طباعت • رُوح پرور مضامین • جاذبِ نظر سرورق

سالانہ چندہ : سات روپے ———— فی شمارہ ۶۵ پیسے

تفصیلات کے لیے

مینجر ماہنامہ سلسبیل، احمد پارک، موہنی روڈ لاہور